میثم رضاخانی کا

آپریشن

(قسط اول)

از

محمد عمر

(مولانا دوست محمد قندہاری صاحب کی کتاب پر لایعنی اعتراضات کا جائزہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کرام! رضاخانیوں میں کوئی صلاحیت ہو نہ ہو لیکن بے شرمی اور ہٹ دھرمی میں سبھی ماسٹر ہیں۔ یوں سمجھئے کہ جو رضاخانی ہوگا وہ ہٹ دھرم اور بے شرم ضرور ہوگا۔ لیکن رضاخانیوں کے ریڈی میڈ مناظر اور محقق "میثم عباس" میں یہ خصوصیت کچھ زیادہ ہی ہے۔

کئی بار اہل حق کی قلمی تلوار سے اس کی بوٹیاں بن چکی ہیں، کئی بار اس کو اسی کے گھر سے آئینہ دکھایا گیا ہے، کئ بار رسوائی کا سامنا کر چکا ہے، کئی بار اپنے علماء کے فتووں تلے دب چکا ہے، ابھی تک اہل حق کے دلائل کا جواب دینے سے عاجز ہے لیکن، بے شرم اور ہٹ دھرم اتنا ہے کہ پھر سے اپنی رسوائی کرانے کے لئے آجاتا ہے۔

میثم رضاخانی کا کام کچھ یوں ہے:

''صبح اٹھو منہ دھولو کھانا کھالو اہل حق کے خلاف بکواس کرو اس کے بدلے رسوائی اٹھاؤ پھر بے شرمی کی گولی لو اور سوجاؤ صبح پھر یہی کام دہراؤ''۔

قارئین! اسی بے شرم، ہٹ دھرم اور بے ریش اناڑی نام نہاد محقق نے متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا جواب کچھ ہی عرصے میں دوست محمد قندھاری صاحب نے دیا اور میثم کو ایک بار پھر رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، لیکن چونکہ میثم رضاخانی کے پاس بے شرمی کی گولیوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے لہٰذا اس نے ایک اور گولی بے شرمی کی لی اور کلمہ حق (دراصل کلمہ باطل) کے نئے شمارہ نمبر 16 میں پھر اس موضوع کو چھیڑا اور یوں ظاہر کیا کہ گویا وہ دوست محمد قندھاری صاحب کی کتاب کا جواب دے رہا ہے۔

لیکن جب ہم نے وہ مضمون دیکھا تو اس میں جواب نام کی کوئی چیز نہیں تھی بلکہ موضوع ہی بدل دیا گیا اور اب سارا غصہ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

پر نکالا گیا۔

ہم اتمام حجت کے طور پر اس کے مضمون کا مختصر جائزہ لے رہے ہیں۔ بڑا آپریشن پھر کبھی سہی۔

ملاحظہ فرمائیں میثم رضاخانی کی لاچاری جب دوست محمد قندھاری صاحب کی کتاب آئی تو فرقہ رضاخانیت میں جیسے بھونچال آ گیا، ایک کھلبلی سی مچ گئی اور میثم کے حواری اس سے جواب الجواب کا مطالبہ کرنے لگے۔میثم نے اس وقت یہ بہانہ بنایا کہ یہ کتاب کسی مجہول شخصیت کی ہے اور مولانا الیاس گھمن صاحب اس کتاب کی ذمہ داری لیں تبھی جواب لکھوں گا۔لیکن اب میثم نے اس کے نام نہاد جواب کی پہلی قسط لکھ کر شائع کر دئ! کیوں ۔؟ کیا اب اس کتاب کی ذمہ داری مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ نے لے لی ۔؟ کیا اب دوست محمد قندھاری مجہول سے معروف ہو گیا؟ تو کیوں اب قلم اٹھایا۔؟ بات وہی ہے کہ چوٹ کافی اندر تک لگی ہے۔

نام نہاد جواب کا خلاصہ

میثم کے نام نہاد جواب کی پہلی قسط کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

''علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب اور دیگر دیوبندی گالی باز ہیں معاذ اللہ۔ یہ کتاب دراصل علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی ہے۔اور آخر میں کچھ ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں''۔

اب آئیے ایک ایک کر کے ان باتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

بریلوی مذہب میں گالیاں دینا جائز

موصوف کو یہ شکایت ہے کہ دیوبندی گالی دیتے ہیں جب کہ ان کے یہاں بات کچھ یوں ہے کہ مظلوم کے لئے گالی دینا جائز ہے، چنانچہ مظلوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

" جوشخص اسے گالی دے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اسے گالی دے لیکن اتنی کہ جتنی اس نے گالی دی ہے اس سے تجاوز نہ کرے"۔
(فیوض الرحمن ص 4)

اس بات کا اقرار بھی رضاخانیوں کو ہے کہ دیوبندی مظلوم ہیں، چنانچہ ارشد القادری لکھتا ہے کہ:

" علماء دیوبند............نصف صدی سے سارے جہاں میں مورد الزام ہیں......."
(جماعت اسلامی ص 11 / دوسرا ایڈیشن بحوالہ راہ سنت شمارہ 7 ص 31)

احمد رضا خان اور دیگر بریلویوں نے بھی علماء دیوبند کے خلاف فحش کلامی کا مظاہرہ کیا ہے (تفصیل دست و گریباں جلد سوم میں دیکھے) لہٰذا اگر بالفرض کسی دیوبندی نے سخت زبان استعمال کی بھی تو وہ رضاخانیوں کے نزدیک قابل اعتراض نہیں بلکہ جائز امر ہے۔

ایک گالی سے دونفلوں کا ثواب

رضاخانی حضرات کے نزدیک بدعقیدہ کو ایک گالی دینے سے دونفلوں کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ عنایت اللہ سانگلہ ہل کے بارے میں رضاخانیوں نے لکھا ہے کہ:

" حضرت مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل والے اس عقیدے کے مالک تھے کہ بدعقیدہ کو ایک گالی دینے سے دونفلوں کا ثواب ملتا ہے"۔
(تقریری نکات ص 589)

معلوم ہوا کہ رضاخانیوں کے نزدیک بدعقیدہ کو ایک گالی دینے سے دونفلوں کا ثواب ملتا ہے، اب اگر بالفرض کسی دیوبندی نے رضاخانیوں کی بدعقیدگی کی وجہ سے ان کے خلاف سخت زبان استعمال کی ہے تو یہ رضاخانیوں کے بقول کارِثواب ہے۔ لہٰذا میثم رضاخانی اپنے زعم میں جو بھی گالیاں پیش کرے گا ان کے ساتھ دو دونفلوں کا

ثواب بھی لکھے اور حساب لگا کر قارئین کو بتا دے کہ فلاں دیوبندی کو اتنی نفل نمازوں کا ثواب ملا۔

گالی باز رضا خانی

یہاں یہ بات بھی عرض کر دوں کہ اصل میں گالی باز خود رضا خانی ہیں اور اپنی اس عادتِ بد پر پردہ ڈالنے کے لئے وہ اہل حق پر الزامات لگا رہے ہیں ۔مثلاً:

وہابیوں کی ماں کی ایسی کی تیسی کر دیتا...

استغفر اللہ رضا خانی عالم عنایت اللہ سانگلہ ہل کے بارے میں رضا خانیوں نے لکھا ہے کہ اس نے ایک جلسہ میں کہا کہ:

"حضرت صاحب نے مجھے اگر منع نہ کیا ہوتا تو میں وہابیوں کی ماں کی......ایسی تیسی کر دیتا۔" (تقریری نکات ص 589)

ایسی تہذیب کے لوگ دوسروں پر الزام لگانا!ایک عجیب بات ہے۔

احمد رضا گالیاں سننے کا شوقین

ملفوظات اعلی حضرت میں ایک مجذوب کا ذکر ہے کہ

"جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے"

(ملفوظات اعلی حضرت حصہ چہارم ص 45)

اسی گالیاں دینے والے کے بارے میں احمد رضا خان کہتا ہے کہ:

"مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا" (ایضاً)

کیوں جی !!؟ گالیاں دینے والے کے دیدار کا اتنا شوق !!! اپنی روح کو تسکین دینے کے لئے احمد رضا گالیاں سننے گیا اور شاید وہیں سے اس نے گالیوں میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۔ یہاں اگلی بات بھی قابل غور ہے، احمد رضا خان کہتا ہے کہ "ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا" (ایضاً) ایسے مجذوب

کے پاس رات کے گیارہ بجے اکیلا کس کام کے لئے گیا؟ یہ رضاخانیوں کا شیطانی دماغ ہی بتاسکتا ہے جو علماء دیوبند کے واقعات کا ہر وقت غلط مطلب لیتا ہے۔

بریلوی شمس العلماء کی گواہی کہ فاضل بریلوی گالی بازتھا

معین الدین اجمیری صاحب جن کو رضاخانی شمس العلماء کہتے ہیں (المیزان احمد رضا نمبر جدید صفحہ 445) فاضل بریلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اعلیٰ حضرت کی فحش گوئی کا مورد خاص علماء کرام کا ایک طبقہ ہے۔"

(تجلیات انوارالمعین ص36)

فاضل بریلوی کی فحش گوئی کی گواہی تو بریلویوں کے معتبر عالم دے رہے ہیں، کیا وجہ ہے کہ میثم اور اس کے لونڈوں نے اب تک اس پر کوئی تحریر نہیں لکھی؟

انتہائی گندی زبان

مولوی عبدالمجید خان سعیدی کی زبان کا نمونہ بھی دیکھئے کہ غلام مہر علی کے بیٹے پر برستے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"اس دیوث دجال بے غیرت بے حیا چوہڑی نسل کے چوہڑی ملاں"

(چلینج منظور ہے ص9)

ایسے لوگ دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پہلے سو بار اپنے دماغ پر زور دیا کریں۔اب ہم میثم کی زبان میں کہتے ہیں کہ یہ زبان استعمال کرکے بریلویوں کا گٹر ابل گیا، جس کے تعفن کی بدبو ہر طرف پھیل گئی۔

بے حوالہ بات

میثم رضاخانی لکھتا ہے کہ:

”راقم کے اعتراضات کے جواب میں دشنام باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے اب تک شائع ہونے والی تحریرات کو دیکھا جائے تو وہ جوابات گالی نامے کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔“

(کلمہ حق شمارہ نمبر 16 ص 24)

(جواب)- الحمدللہ میثم رضاخانی نے اس بات کا اقرار کرلیا کہ دیوبندیوں نے اس کے اعتراضات کے جوابات دئے ہیں، ان جوابات کے جواب الجواب سے اب تک وہ لاچار ہے، الحمدللہ۔

باقی یہ کہنا کہ ان میں گالیاں بھری ہوئی ہے تو یہ اس کی بے دلیل بات ہے جو بریلویوں کے یہاں درست نہیں، چنانچہ حسن علی رضوی لکھتا ہے کہ:

”جب کوئی حوالہ اور دلیل ہی نہیں تو کس چیز کو جھٹلایا جائے اور کس چیز کی تردید کی جائے“۔

(محاسبہ دیوبندیت جلد اول ص 264)

اور ویسے بھی بریلویوں کے یہاں بدمذہبوں کو گالیاں دینے سے ثواب ملتا ہے تو اعتراض کیسا؟؟؟؟

بریلوی طلباء اور مدارس کی حقیقت

اس کے بعد میثم رضاخانی لکھتا ہے کہ:

”مجھے اس موقع پر مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کا وہ شکوہ یاد آگیا، جس میں انہوں نے.... الخ“ (کلمہ حق شمارہ 16 ص 24)

(الجواب) :- یہ شکوہ میثم کو یاد نہیں آیا بلکہ جان بوجھ کر لکھ دیا تا کہ صفحات بڑھ جائے چنانچہ اس واقعہ کا دوست محمد قندھاری صاحب کی کتاب سے دور کا بھی تعلق نہیں جو میثم رضاخانی نے صفحہ 24 سے صفحہ 27 تک کل 4 صفحات پر نقل کیا ہے...!

باقی مدارس کے بچوں پر فیصلہ کرنا ہے تو آؤ بریلوی مدرسے کی ایک جھلک دیکھ لو، بدر

القادری لکھتا ہے کہ:

"شروع شروع دور میں جب میں مبارک پور دارالعلوم میں گیا تھا۔اس وقت میرے ساتھ ہی میرا ماموں زاد بھائی شمیم احمد بھی داخل ہوا تھا۔اس کے بارے میں شکایت ہوئی کہ اس نے گالی دی ہے۔"

(حیات حافظ ملت ص506)

اب احمد رضا کے متبعین کا مدرسہ ہو اور وہاں گالیاں نہ دے! کیسے چلے گا! دیوبندی مدارس کی شان اور بریلوی مدارس کی ناکامی تو شاہ احمد نورانی نے بیان کی ہے، چنانچہ لکھتا ہے کہ:

"دیوبندی تنظیم وفاق المدارس کے تحت ہر سال مجموعی طور پر تقریباً چار ہزار افراد فارغ ہوتے ہیں جو کہ عالم کہلاتے ہیں جب کہ ہمارے تنظیم المدارس کے تحت ہر سال صرف ڈھائی سو علماء فارغ ہوتے ہیں۔"

(عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص133)

میثم! دیکھو کیسے ذلیل ہو رہے ہو!!!... ہائے افسوس....

لایعنی حوالے

حافظ عبید اللہ ناصبی کو جواب علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کے شاگردوں نے اسی وقت دے دیا تھا اور ویسے بھی اس کی ایسی کوئی حیثیت نہیں کہ اس کو علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کے خلاف پیش کیا جائے۔ہمارے نزدیک اس کی وہی حیثیت ہے جو خان صاحب کے نزدیک تیرے جیسے مخنثوں کی ہے۔

مزید اعتراضات کے جوابات

آگے چند حوالے نقل کیئے جن کے جوابات ترتیب وار درج ذیل ہیں۔

(اعتراض_:) مولانا یعقوب صاحب گالیوں کی کتاب پڑھنے کو کہتے تھے۔

(کلمہ حق شمارہ16 ص32)

(جواب_:) گالیوں کی کتاب دیکھ لینے سے اور گالیاں یاد رکھنے سے گالیاں دینا کیسے لازم آگیا؟ جس طرح فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ علم سحر، علم حسد، کفریہ کلمات کا سیکھنا وغیرہ ضروری ہے۔ نفس علم کسی چیز کا برا نہیں (مفہوم جاالحق، غایۃ المامول) اسی طرح یہ بھی ہے کہ جب گالیوں کا علم ہوگا تبھی تو اسے معلوم ہوگا کہ آگے والا میری تعریف کر رہا ہے یا گالیاں دے رہا ہے۔

جب کفریہ کلمات کا علم ہوگا تبھی تو اسے معلوم ہوگا کہ میں نے اچھا کلمہ استعمال کیا ہے یا کفریہ کلمہ، الغرض یہ اعتراض میثم رضاخانی کی ثابت شدہ جہالت کا ایک اور ثبوت ہے۔

(اعتراض):

مولانا عبیداللہ سندھی صاحب گالیاں دیتے تھے۔

(جواب_:)- گالیاں دینے سے مراد سخت زبان ہے (جیسے حدیث میں بھی صحابہ کیلئے سب یا کذب کا لفظ آتا ہے) اور اگر بالفرض واقعی گالیاں مراد ہو بھی تو رضاخانی مذہب میں یہ قابل اعتراض چیز نہیں جیسا کہ اوپر ہم ثابت کر چکے ہیں۔

موصوف کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ عرفان شاہ مشہدی، خادم حسین رضوی، فضل احمد چشتی وغیرہ بریلوی حضرات کے بیانات میں کیسی زبان کا مظاہرہ کیا جاتا ہے یا کیا جاتا تھا؟! اگر کسی نے ہماری تحریر کا جواب لکھنے کی کوشش کئ تو وہ بیانات بھی پیش کئے جائیں گے۔

(اعتراض_:) عطاءاللہ شاہ بخاری صاحب نے گالیاں دئ۔

(جواب :) اس کا جواب بہت پہلے علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے: ”عطاءاللہ شاہ بخاری پر رضاخانیوں کے اعتراضات اور ان کے مدلل جوابات“ نامی رسالے میں دیا ہے، وہاں دیکھ لیں۔

(اعتراض_:)

خضر حیات مماتی نے گالیاں دئی۔

(جواب:) خضر حیات کی گالیاں وہ جانے اور تم جانو، ہمارے خلاف اس کو پیش کرنا رضاخانیوں کی بدترین جہالت ہے کیونکہ رضاخانیوں کی کتاب میں ہی یہ لکھا ہے کہ:

"ہم پر اس کا قول حجت ہو سکتا ہے جو ہمارے مسلک کا ہو"۔

(مناظرہ مسئلہ رفع الیدین ص 23)

ساجد خان فوبیا

میثم رضاخانی نے آگے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ مولانا الیاس گھمن صاحب کے دفاع میں آنے والی کتاب دراصل علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔

ایسا لگتا ہے ان رضاخانیوں کی حالت علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے اس قدر خراب کر دی ہے کہ اب ان کو"ساجد خان فوبیا'' ہوگیا ہے۔

رد بریلویت پر ہرنئی کتاب کو علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔خیر میثم کے شبہات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

شبہ 1 :- علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے فیس بک پر لکھا ہے کہ میری کتاب" طارق محمود چغتائی کا فتنہ" پڑھو جبکہ وہ دوست محمد قندھاری کے نام کی کتاب ہے لہٰذا دوست محمد قندھاری ہی ساجد خان نقشبندی ہے۔(کلمہ حق شماہ 16 ص 35)

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ فیس بک کے ہم ذمہ دار نہیں خدا جانے وہ پیجز آئی ڈیز ان کے ہیں یا نہیں اگر ان کے ہیں تو خود چلاتے ہیں یا شاگرد۔ہم مستند ثبوت کے جواب کے پابند ہیں۔

ثانیا جہالت میں میثم رضا خانی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے اور جب جہالت + بے شرمی مل جائے تو ایسی ہی بکواس سامنے آتی ہے ۔علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے بھی اس نام سے کوئی کتاب لکھی ہوگی جیسے معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ کی بھی ہے اور مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کی بھی ۔صرف ایک جیسا نام ہونے سے مصنف کا ایک ہونا کیسے لازم آتا ہے؟؟؟ بریلوی علماء کی بھی ایک نام سے کئی کتابیں ہیں لیکن مصنف ان کے الگ الگ ہیں۔

شبہ 2 :- علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے دوست محمد قندھاری سے لاعلمی کا اظہار کیا جبکہ اس کے مضامین قہر حق میں چھپتے تھے (کلمہ حق شماہ 16 ص 36،35)

جواب :- قہر حق کے مدیر تو محترم ارسلان شکیل صاحب تھے،علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کے صرف مضامین ہوتے تھے اب یہ کیا ضروری ہے کہ ایک مضمون نگار دوسرے مضمون نگار سے واقف ہو؟

جہالت اور اندھے پن کی بھی حد ہے!

شبہ 3/4/5/6_ : علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی کتابوں کے ایک دو حوالے اور ایک دو الفاظ دوست محمد قندھاری کی تحریرات سے ملتے ہیں مزید جس طرح دوست محمد قندھاری کی کتاب کے آخر میں سکین ہے اسی طرح علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی کتاب " کردار یزید" کے آخر میں بھی ہے، پھر امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب " باب جنت" کا حوالہ بھی پیش کیا کہ تاڑنے والوں کو اصل مولف کا پتہ چل جاتا ہے (کلمہ حق شماہ 16 ص 36 تا 39)

جواب_:- قارئین آپ ہی بتائیں کہ یہ دلائل ہے؟ ایک دو الفاظ ایک دو حوالے ایک جیسے ہونے سے مصنف بھی ایک ہوگیا، واہ! ایسی جہالت بریلویوں کو مبارک ۔جبکہ خود مولانا دوست محمد قندہاری وضاحت کرتے ہیں کہ وہ اپنی کتاب میں دیگر

سنی علما کی کتب سے استفادہ کرتے ہیں۔

ایسے تو کلمہ حق کے اس شمارے میں پیش کردہ کچھ حوالے اور رضاخانیوں کے برقی مجلے" ضرب اہل سنت" کے کچھ حوالے آپس میں ملتے ہیں، کیا ہم میثم کا تبصرہ رضاخانیوں پر لوٹائیں؟؟؟

یہ تو چھوٹی بات ہے حسن علی رضوی کی کتاب میں تو ایک فلم کا پورا سین نقل ہے (برہان صداقت صفحہ 30) کہی حسن علی رضوی فلم ڈائریکٹر تو نہیں؟ جو فلمی سین علماء دیوبند کے خلاف لکھی گئی کتاب میں پیش کرتا ہے _!

جواب دو میثم _......

طرز تحریر اور حوالے بلکہ سکین بنانے کا طریقہ تو میثم رضاخانی، تیمور رضاخانی، ابو حامد رضوی، اختر رضا خان سمیت کئی رضاخانیوں کا ملتا ہے تو کیا سبھی ایک ہو گئے؟ بلکہ میثم کے اس مضمون کی کئی باتیں "غلام غوث" نامی فیس بک اکاؤنٹ چلانے والے کی کمنٹس سے ملتی ہے، کہیں درپردہ میثم رضاخانی یہ آئی ڈی تقیہ کر کے تو نہیں چلا رہا؟؟؟ بتاؤ میثم _؟

لہٰذا یہاں امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کرنا بے فائدہ ہے۔

رضاخانی تقیہ باز اپنی کتابیں دوسروں کے نام سے چھاپنا

دراصل رضاخانیوں کا ہی محبوب مشغلہ ہے، یہ پول خود بریلویوں نے ہی کھولا ہے۔ چنانچہ غلام حسین گردیزی لکھتا ہے کہ:

" مولانا سعیدی کی پرانی عادت ہے کہ وہ خود لکھ کر دوسروں کے نام کر دیتے ہیں"۔

(الذنب فی القرآن ص 30)

رضاخانیو!!! شرم سے ڈوب مرو، جس چیز کا طعنہ تم علماء دیوبند کو دے رہے ہو وہ کام تو تمہارے علماء کرتے آرہے ہیں، کبھی ان پر بھی ایک آدھ بار مضمون لکھ لیا کرو......

فضول بحث

موصوف نے آگے چند کتابوں کا نام لیا ہے کہ فلاں کتاب پر مصنف کا نام نہیں فلاں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا وغیرہ وغیرہ (دیکھئے کلمہ حق شمارہ 16 ص 43 تا 47)

جوکہ بالکل ایک لایعنی بحث ہے، اور اس کا اس موضوع سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

بدعتی کی ذاتیات پر بات کرنا

آگے میثم رضاخانی نے علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی کتاب "نواب احمد رضا حیات، خدمات اور کارنامے" سے حوالہ پیش کیا ہے کہ کسی کی ذاتیات پر کب بات ہوگی پھر اسے مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ پر فٹ کیا (کلمہ حق شمارہ 16 ص 47 تا 49)

جواب:- اس کا جواب علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ایک پوسٹ میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"صاحب درمختار کہتے ہیں کہ اگر میت کو غسل دیتے ہوئے مردے کے جسم پر کوئی عیب دیکھے تو اسے بیان نہ کرے کہ حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے کہ کہ اپنے مردوں کے محاسن کا تو ذکر کرو مگر برائی سے کف لسان کرو۔ علامہ شامی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حدیث پر عمل اس صورت میں ہے کہ جب وہ مردہ "بدعتی" نہ ہو اگر بدعتی ہو تو ضرور بیان کرنا چاہئے تاکہ دوسروں کیلئے مقام عبرت ہو۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق اہل سنت کے مردوں سے ہے نہ کہ بدعتی و اہل بدعت سے لہذا ان کے

مرنے کے بعد بھی ان کی گمراہیوں کو بیان کرنا عین مزاج شریعت ہے تاکہ لوگ ان کی بدعات میں ملوث ہونے سے بچیں۔

وَإِنْ رَأَى بِهِ مَا يُكْرَهُ لَمْ يَجُزْ ذِكْرُهُ لِحَدِيثِ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ ..قَوْلُهُ لَمْ يَجُزْ ذِكْرُهُ) أَيْ مَا لَمْ يَكُنْ الْمَيِّتُ صَاحِبَ بِدْعَةٍ لِيَزْتَدِعَ غَيْرُهُ, كَمَا قَدَّمْنَاهُ

(شامی ج ۲،ص ۲۳۹)

معلوم ہوا کہ اگر کوئی بدعتی ہے تو اس کی ذاتیات پر بات ہوگی نہ کہ سنیوں کی ذاتیات پر...... نیز علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی یہ کتاب ایک ردعمل ہے کیونکہ بریلویوں نے اس سے پہلے علماء دیوبند کی ذاتیات کو نشانہ بنایا ہے لہٰذا اب انہیں شکایت نہیں ہونی چاہیے۔

میثم رضاخانی نے آگے علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے اقتباسات نقل کر کے پھر واپس تبدیل کر کے لکھے ہیں جو اس کی واضح علامت ہے کہ اس کے پاس لکھنے کو کچھ نہیں اور ایسی باتیں جواب کے لائق نہیں۔

دیوبندی تضاد یا رضاخانی جہالت؟

ایک جگہ دوست محمد قندھاری صاحب کا تضاد دکھانے کے لئے لکھتا ہے کہ انہوں نے ایک جگہ لکھا کہ مولانا الیاس گھمن صاحب کی خدمات کے اپنے پرائے سب معترف ہے جبکہ بعد میں لکھا کہ اپنوں نے ان پر اعتراضات کئے (کلمہ حق شمارہ 16 ص 54،53)

جواب: جو اپنے لوگ پروپیگنڈے کا شکار ہو گیے تھے وہ بھی مولانا الیاس گھمن صاحب کی خدمات کے معترف تھے اور اب بھی ہیں الحمدللہ لہٰذا کوئی تضاد نہیں۔جس طرح امام غزالی رحمہ اللہ جب پروپیگنڈے کا شکار ہو کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف تھے اس وقت بھی وہ ان کی خدمات کے معترف تھے اور بعد میں جب اصل

حقیقت معلوم ہوئی تو عقیدت اور بڑھ گئی ۔ باقی مفتی نجیب اللہ صاحب کے اقتباس کا اصولی جواب دوست محمد قندھاری صاحب کی کتاب "متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب پر الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ" میں ملاحظہ کریں ۔

(جاری ہے۔۔۔۔۔)